یقین کا سفر
از قلم اقصیٰ حنان
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

یقین کا سفر

از قلم

اقصیٰ خان

www.novelsclubb.com

قسط نمبر ۱۱

کشادہ حال نماں کمرے میں شایان زیدی اپنے بیٹے مصطفیٰ زیدی کے ساتھ گول میز کے گرد بیٹھے تھے جہاں اُنکے سامنے لندن کے ٹاپ بزنس مین سٹیفرڈ اپنے منیجر کے ساتھ بیٹھا تھا حال نماں کمرے میں بلکل خاموشی تھی البتہ اس حال سے باہر فوٹو گرافر اور میڈیا کی ایک فوج کھڑی تھی جو اندر بیٹھی شخصیت کا انتظار کر رہی تھی اور کرتی بھی کیوں نہیں اندر بیٹھی دونوں شخصیت بزنس کی دُنیا کے بادشاہ تھے اور یہ ڈیل ایک بڑے پیمانے پر کی جانے والی ڈیل تھی حال کے دروازے پر دو باڈی گارڈ اپنے ہاتھوں میں بندوق لیئے کھڑے تھے

www.novelsclubb.com

اوکے مسٹر سٹیفرڈ۔۔ڈیل ڈن۔۔۔۔۔ مسٹر شایان نے فائل کو مکمل پڑھنے کے بعد بند کرتے سٹیفیرڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا

I am honoured مسٹر سٹیفیرڈ نے خوشی سے اُنسے ہاتھ ملایا

مسٹر شایان نے فائلز پر سائن کی ئے اور پھر باقی کاغضی کاروائی کے بعد ساتھ میں چائے وغیرہ پیتے ہلکی پھلکی بزنس کے متعلق باتیں کی گئی جس میں مصطفیٰ اچھا خاصا بیزار ہو چکا تھا اُسے شروع سے بزنس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اور اس وقت وہ اپنے یہاں آنے پر پچتا رہا تھا۔۔۔ شایان صاحب اُسکے چہرے سے اُسکی بیزاریت نوٹ کر چکے تھے اسی لیئے جان بوجھ کر ڈیل ڈن ہونے کے بعد بھی وہاں زیادہ وقت لگا رھے تھے آخر کبھی کبھی ہی تو اُنہیں اپنے لاڈلے بیٹے کو تنگ کرنے کا موقع ملتا ہے

مصطفیٰ نے بیزاریت سے جمائی لیتے ادھر اُدھر کمرے میں دیکھا اُسکی اس حالت پر شایان صاحب نے اپنی ہنسی روکی اور باقی تنگ کرنے کے ارادہ ترک کرتے وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اُنہیں اٹھتا دیکھ مصطفیٰ کے چہرے پر خوشی نے احاطہ کیا وہ بھی جلدی سے چیئر پیچھے کرتے اُنکے برابر میں جا کھڑا ہوا۔۔۔

www.novelsclubb.com

مسٹر سٹیفیرڈ اور شایان صاحب دونوں ہی چلتے ہوئے دروازے کی طرف گئے جہاں باڈی گارڈ نے دروازہ کھولا اور اُن تینوں کے باہر نکلتے ہی تیز روشنی اُنکے چہرے پر پڑی ہر طرف فوٹو گرافر کی کھٹک کھٹک تصویریں لینے کی آوازیں گونج رہی تھیں ساتھ ہی میڈیا کے لوگ شایان صاحب اور مسٹر سٹیفیرڈ سے سوالات کر رہے تھے جن کا وہ دونوں ہی خوش اسلوبی سے جواب دے رہے تھے مصطفیٰ کو یہاں بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی اسی لیئے وہ خاموشی سے مسٹر شایان کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔ تمام سوالات کے جوابات دیتے مسٹر شایان اور مسٹر سٹیفیرڈ آگے بڑھ گئے مصطفیٰ بھی اُنکے پیچھے بڑھنے لگا جب ایک رپورٹر کے سوال پر رُکا

Sir your dress is looking beautiful what is the name of brand ؟؟ اُسکے سوال پر مصطفیٰ کے چہرے پر بیزاریت کی جگہ ایک مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔

My wife ۔۔۔۔ فخریہ انداز میں کہتے وہ خود بھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

*****

بُراق اور زاویار دونوں ہی اس وقت ایئر پورٹ پر کھڑے تھے جہاں فلائیٹ کی انوسمنٹ ہو چکی تھی

خدا حافظ بھائی۔۔۔وہ زاویار کے گلے لگا تھا

اپنا دھیان رکھنا اور خود پر دھیان دو ذرا۔۔۔۔اُس سے الگ ہوتے زاویار نے اُسے حکم دیا جس پر اُسنے فرمابرداری سے سر جھکایا تھا اور پھر زاویار کے جاتے ہی وہ خود بھی آفس کے لیئے نکل گیا

آفس پہنچتے ہی اُسنے اپنے لیپ ٹاپ پر پینڈنگ اپنی کل والی پریزنٹیشن کھولی اور جلدی جلدی انگلیوں کو حرکت دیتے اپنی پریزنٹیشن مکمل کرنے لگا ایک نظر اپنے ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ڈالی میٹنگ شروع ہونے میں آدھا گھنٹہ باقی تھا کل پورا دِن زاویار کے ساتھ گزارنے کی وجہ سے اُسنے اپنی پریزنٹیشن مکمل نہیں کی تھی اور اُسے اس بات کی پرواہ بھی نہیں تھی اُسے خود پر یقین تھا کہ وہ اسے میٹنگ شروع

ہونے سے پہلے مکمل کر لے گا اور اُسنے کر بھی لی تھی دروازہ نوک کرتے ہی سارہ اندر آئی تھی۔۔

سر میٹنگ دس منٹ میں شروع ہونے والی ہے۔۔۔اپنے ہاتھ میں پکڑے ٹیب پر اُنگلی چلاتے اُسنے پروفیشنل انداز میں کہا جس پر بُراق نے محض سر ہلایا۔۔اپنے کوٹ کے بٹن بند کرتے اپنا موبائل لیئے وہ روم سے باہر نکل گیا پیچھے سارہ بھی اُسکا لیپ ٹاپ لیتی اُسکے پیچھے ہی روم سے باہر نکل گئ

*****

سنو تم ہاسپٹل جارہے ہو کیا؟ وہ روم میں آئی تو زاویار کو تیار ہوا دیکھ پوچھنے لگی

ہمم۔۔۔۔گھڑی پہنتے اُسنے مصروف انداز میں جواب دیا

مجھے گھر چھوڑ دو۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے تُم تیار ہو جاؤ میں تمھیں جاتے ہوئے ڈراپ کر دونگا پھر شام میں آتے ہوئے واپس پک کر لونگا۔۔۔۔۔جوتے پہنتے اُسنے جواب دیا

لیکن میں کل واپس آؤ گی۔۔۔۔۔اُسنے کہنے پر زاویار نے چہرے اُٹھا کر اُسے دیکھا

کیوں؟؟

ایسے ہی۔۔۔۔۔

کیا تم شام تک واپس نہیں آسکتی؟؟اُسنے ایک اُمید سے پوچھا کیوں کے کل اُسکی سالگرہ تھی اور وہ اپنی سالگرہ کا آغاز بارہ بجے اپنی بیوی کے ساتھ کرنا چاہتا تھا اُسے کبھی اپنی سالگرہ کے دن کی پرواہ نہیں ہوئی تھی لیکن یہ سال اُسکے لیئے اُسکی باقی پوری زندگی سے مختلف تھا اس بار اُسکی شریک حیات اُسکے ساتھ تھی۔۔

کافی وقت ہو گیا نہیں گئی وہاں اس لیئے سوچا آج کچھ وقت گزار لوں کل تک آجاؤ گی۔۔۔۔۔اُسنے معصومیت سے کہا جس پر زاویار نے سر ہلایا اور اُسکی اجازت

ملتے ہی وہ جلدی سے تیار ہونے کے لیئے ڈریسنگ رُوم کی طرف بھاگی اُسکی پھرتی دیکھ زاویار تمسخر سے ہنسا شاید اُسنے اِس لڑکی سے زیادہ ہی اُمید لگالی تھی اُسے تو معلوم بھی نہیں ہو گا کہ کل اسکی سالگرہ ہے۔۔۔۔

پورے راستے خاموشی سے ڈرائیو کرتے اُسنے گاڑی شاہ ہاؤس کے سامنے روکی زِوش نے بھی اُسے کچھ بولنے پر مجبور نہیں کیا تھا گاڑی سے اُترتے اُسنے ایک گہرائی مسکراہٹ کے ساتھ زاویار کی طرف دیکھا اور پھر گھر کے اندر چلی گئی ایک گہرا سانس خارج کرتے زاویار بھی گاڑی وہاں سے بھگا لے گیا

****

www.novelsclubb.com

وہ دونوں شاہ ہاؤس کے لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں سورج کی کرنیں اُنکے چہرے پر پڑ رہی تھیں آج باقی دنوں کی بنسبت گرمی تھی

تُم یونیورسٹی کیوں نہیں گئی۔۔۔۔زِوش نے اپنے ساتھ بیٹھی ماہنور سے پوچھا جسکا چہرہ مرجھایا ہوا تھا

پیپرز ہونے والے ہیں اس لیئے ابھی آف ہے۔۔۔۔

ہمم۔۔۔۔اُسکے جواز پر زوِش نے بغور اُسکا چہرہ دیکھا

کیا دیکھ رہی ہو؟؟اُسکی جانچتی نظریں خود پر پا کر ماہنور نے اُس سے پوچھا

کوئی پریشانی ہے تمھیں؟اُسکے سوال کو اگنور کرتے زوِش نے سوال کیا

نہیں۔۔۔اُسکی طرف دیکھتے اُسنے بڑی صفائی سے جھوٹ بولا تھا

ویسے۔۔۔ تمھارا دیور نظر نہیں آتا آج کل۔۔۔۔ نظریں لاؤنج میں رکھے پھولوں کو دیکھتے اُسنے پوچھا

www.novelsclubb.com

ہاں کیوں کے وہ لاہور گیا ہوا ہے۔۔۔۔

ہیں کب؟؟ماہنور نے یکلخت ہی اُسکی طرف دیکھا

مہینہ ہونے والا ہے۔۔ تمھیں کیوں اتنی حیرت ہو رہی ہے؟؟

نہیں بس آج کل سکون ہے نہ زندگی میں تبھی پوچھ لیا۔۔۔اپنی حیرت چھپاتے اُسنے لاپرواہی سے کندھے اچکائے اُسے ناجانے برالگا تھاتو کیاوہ اُسکی زندگی میں اتنی اہمیت بھی نہیں رکھتی تھی کہ وہ جانے سے پہلے اُسے بتادیتا آخر اُنکی ملاقات تو ہوئی ہی تھی۔۔۔

تم یہ بتاؤکے زاویار بھائی سے اظہار محبت کب کررہی ہو؟؟اپنی اُداسی کو پرے رکھتے دونوں پاؤں صوفے کے اوپر کرتی اپنارُخ زوِش کی طرف کرکے بیٹھی تھی

اظہار محبت اتنامشکل کیوں ہوتاہے کسی کوبتاناکہ آپ سے محبّت کرنے لگے ہیں۔۔۔ماہنور قدرے دلچسپی سے اپنی بہن کودیکھنے لگی اُسنے دل ہی دل میں اُسکی خوشیوں کی دعاکی تھی

محبّت اظہارمانگتی ہےاور جس محبّت میں اظہارنہ ہونہ وہ کسی ویرانے میں تاعمر سلگتی رہتی ہے۔۔۔۔

کرو گی اظہار محبّت لیکن اس سے پہلے ایک ضروری کام کرنا ہے مجھے۔۔۔۔۔ کچھ سوچتے زوِش نے جواب دیا

کیا کام؟؟ وہ اُلجھی تھی

اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنے اسے پہلے کسی سے ملنا ہے کچھ حساب برابر کرنے ہیں ۔۔۔۔اُسکے کہنے پر ماہنور کو اُسکا اِشارہ سمجھ آچکا تھا جس پر اُسنے محض سر ہلایا تھا

ویسے محبّت کتنا خوبصورت احساس ہے نہ اگر صحیح انسان سے ہو جائے تو زندگی جنّت بن جاتی ہے آپکو اپنا آپ سپیشل محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اپنی سوچوں میں زاویار کے عکس کو لاتے اُسنے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا

محبت سب کے لیئے سُرخ گلاب نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ ماہنور کے منمنانے پر زوِش نے اُسکے جھکے چہرے کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اُسکا چہرہ اوپر کیا

کیا ہوا کوئی پریشانی ہے؟؟

نہیں۔۔۔۔۔

حیدر نے کچھ کہا ہے۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

پھر؟؟ حیدر سے منگنی کے بعد وہ آج اُس سے مل رہی تھی اور اُسے وہ کافی پریشان لگ رہی تھی پہلے وہ اسے اپنی غلط فہمی سمجھی تھی لیکن اب اُسے واقعی فکر ہونے لگی

کچھ نہیں۔۔۔۔۔

ماہنور بتاؤ مجھے کیا پریشانی ہے ہم مل کر حل نکالیں گیں۔۔۔۔۔اُسکے جھکے چہرے کو دیکھتے اُسنے اپنے ہونے کا احساس دلایا

زوِش دل کیوں ٹوٹتا ہے؟

دل تب ٹوٹتا ہے جب اس میں خدا کی محبت سے زیادہ کسی اور کی محبت بھر جائے

۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

لیکن میں نے خدا سے اگے کسی کی محبّت نہیں رکھی تھی اُسکی بھی نہیں پھر کیوں ٹوٹا میرا دل۔۔۔اُسنے چہرہ اُٹھا کر زوِش سے پوچھا اُسکی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر چُکی تھیں جواب اُسکے گالو کو بھگو رھے تھے

کس سے محبّت ہوئی ہے تمھیں؟؟ اُسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے اُسنے نرمی سے پوچھا

وہی جو سب کو خود سے محبّت کروانا جانتا ہے اور محبت ہو جانے کے بعد چھوڑ کر لاہور چلا گیا۔۔۔۔

بُراق۔۔۔۔زوِش نے معجب انداز میں ماہنور کو دیکھا جس پر ماہنور نے سر اثبات میں ہلایا

جب تمھیں بُراق پسند تھا تو تُم نے حیدر سے رشتے کے لیئے حامی کیوں بھری

۔۔۔۔۔

تو کیا کرتی میرے پاس انکار کی کوئی وجہ نہیں تھی بُراق کو کسی اور سے محبت ہے

یہ بات اُسنے خود تُم سے کہی ہے؟؟ زوِش کے لیئے تو یہ بات بھی نئ تھی کیوں کے اُسنے کبھی بُراق کے منہ سے کسی لڑکی کا ذکر نہیں سنا تھا

ہمم اُسکی باتوں سے لگا تھا کہ اُسے کسی سے محبّت ہے۔۔۔

ہو سکتا ہے تمھیں غلط فہمی ہوئی ہو۔۔۔۔

کیا فرق پڑتا ہے اس بات سے اگر اُسکی زندگی میں کوئی اور نہ بھی ہوئی تو کونسا وہ مجھ سے محبّت کرتا ہے اُسکے سامنے میں رشتے کی حامی بھری تھی اگر اُسکے دل میں کوئی احساس ہوتا وہ ایک بار مجھ سے لازمی بات کرتا لیکن وہ تو سب چھوڑ کر لاہور چلا گیا اُسے تو کسی بات کی فکر بھی نہیں۔۔۔۔اپنے آنسو بے دردی سے صاف کرتی وہ اپنے دل کا غبار نکالنے لگی جو اُسنے کافی دونوں سے اپنے دل میں چھپا رکھا تھا

مانو میری جان، جو تمھارے نصیب کا ہو وہ تمھیں ہی ملے گا کوئی انسان کسی دوسرے کا نصیب نہیں چھین سکتا۔۔۔۔ماہنور اُسکی گود میں سر رکھے وہیں صوفے پر لیٹ گئی

یہ تمھاری آزمائش ہے اور آزمائش تو ہمیشہ پسندیدہ چیز سے ہی ہوتی ہے نہ۔۔۔۔

زوی میں نے اُسے ناقابل برداشت سمجھا تھا لیکن وہ مجھ میں رہ گیا اور اچھا خاصا رہ گیا۔۔۔میں جب بھی اُسے کسی اور کے ساتھ سوچتی ہوں تو میری سانسیں اٹکنے لگ جاتی ہیں۔۔

اتنی محبّت کرنے لگی ہو اُس سے؟؟ اپنی گود میں رکھے اُسکے چہرے سے بال پیچھے ہٹاتے زوِش نے پوچھا

وہ میری روح کی چادر میں آ کے چھپ گیا ہے ایسے کے روح نکلے تو وہ نکلے، وہ نکلے تو روح نکلے۔۔۔

www.novelsclubb.com

کیا تم نے کبھی چاند کو غور سے دیکھا ہے؟؟زوِش کے پوچھنے پر ماہنور نے اُلجھی نظروں سے اُسے دیکھا

جتنا بھی بادلوں کے حصار میں ہو چمکنا نہیں چھوڑتا کیوں کے اُسے پتا ہوتا ہے کہ اُسنے دُنیا روشن کرنی ہے دیر سے ہی سہی لیکن وہ سامنے ضرور ہو گا۔۔۔

لیکن چاند بھی کہاں حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔ماہنور بے بسی سے ہنسی تھی

خود کو مضبوط کرنا پڑتا ہے، سہنا پڑتا ہے چاند کو پانے کے لیئے مکمل آسمان بننا پڑتا ہے بلکل صاف شفاف۔۔۔اپنے دل کو بھی صاف کر لو وہ دل بن جاؤ جس میں خدا کی محبّت ہو کیوں کہ جو اُس سے جُڑ جاتا ہے نہ وہ مکمل ہو جاتا ہے جسے خدا کی محبّت مل جائے نہ اُسے تمام محبتیں مل جاتی ہیں۔۔۔۔۔ماہنور اُسکے الفاظ غور سے سُن رہی تھی اور کچھ حد تک وہ مطمئن بھی ہو چکی تھی کیوں کہ اُسے اپنے نصیب لکھنے والے پر یقین تھا اپنے آنسو صاف کرتی وہ نم آنکھوں سے آسمان کو طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔۔کبھی کبھی ہم انسان بہت بے بس ہو جاتے ہیں ہم صبر سے اُسکے ایک

معجزے کاانتظار کرتے ہیں جو بہترین مصنف ہے وہ جب چاہے جہاں چاہے کہانی کا رخ بدل سکتا ہے ہم نم آنکھوں سے اپنے رب کے منتظر ہوتے ہیں اور پھر قرآن میں اُسکا جواب آتا ہے

ترجمہ: اور جلد ہی آپکا رب آپکو اتنا دیگا کہ آپ خوش ہو جائیں گے

***

گاڑی تُم ڈرائیو کروگے یا میں؟؟ وہ دونوں ہی سلطان مینشن کے لاؤنج میں کھڑے تھے ہاسپٹل سے فارغ ہونے کے بعد زاویار گھر آکر فریش ہوا تھا اور وہیں مصطفیٰ بھی فریش ہوتے اُسکے سر پر پہنچ چکا تھا اور اس وقت وہ اُسے زبردستی اپنے ساتھ ڈنر کروانے لے کر جارہا تھا

اوفکورس تُم۔۔ کیوں کے تُم مجھے زبردستی اپنے ساتھ لائے ہو۔۔۔ زاویار نے کندھے اُچکاتے ہوئے اپنی جینز کی جیب میں ہاتھ ڈالے

چل کوئی نہیں اتنا تو میں کر ہی سکتا ہوں۔۔۔۔احسان جتاتے ہوئے وہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اُسکے ساتھ ہی زاویار بھی بیٹھ گیا جس سے بیٹھتے ہی مصطفٰی گاڑی کو سلطان مینشن کی حدود سے باہر لے گیا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اپنے مطلوبہ ریسٹورینٹ میں پہنچ چکے تھے یہ ریسٹورینٹ گھر سے اتنا دور نہیں تھا ریسٹورینٹ کے نیچے والے فلور میں فیملیز بیٹھی تھیں جہاں گہما گہمی بھی تھی اسی لیئے وہ دونوں ہی اوپر والے فلور کی طرف چلے گئے وہاں پہنچے کے بعد انہیں تھوڑا سکون آیا کیوں کے وہاں خاموشی تھی اور آس پاس اتنے لوگ بھی موجود نہیں تھے

www.novelsclubb.com

***

عشاء کا وقت تھا جب وہ ہاجرہ بیگم اور ماہنور سے ملتی گھر سے نکلنے لگی تھی ایک نظر اُسنے اپنے موبائل کو دیکھا جس پر کسی کا ٹیکسٹ آیا تھا جوابی ٹیکسٹ بھیجتے وہ عجلت

میں گھر سے نکلی تھی اُسنے کیب بلوالی تھی کیب میں بیٹھتے اُسنے مطلوبہ ایڈریس بتایا اور پھر خاموشی سے سیٹ کی پُشت سے سر ٹکائے بیٹھ گئی

کیب کے رکتے ہی وہ نیچے اتری تھی اپنا نقاب سیٹ کرتے اُسنے ریسٹورینٹ میں قدم رکھے تھے اور زیادہ ڈھونڈنا نہیں پڑا وہ اُسے کچھ ہی فاصلے پر دیوار کے ساتھ رکھی ٹیبل پر بیٹھا نظر آچکا تھا

السلام علیکم۔۔۔اُسکے بیٹھتے ہی صائم نے سوال کیا

وعلیکم سلام۔۔

کیسی ہو؟؟

www.novelsclubb.com

تمھیں اس سے مطلب ؟ میں یہاں کچھ ضروری بات کرنے آئی ہوں تُم سے ۔۔۔یہاں وہاں کی بات کرنے کے بجائے وہ ڈائریکٹ کام کی بات پر آئی تھی

ویسے کھانا اچھا تھا یہاں کا۔۔۔ سیڑھیوں سے اُترتے مصطفٰی نے زاویار کو کہا

ہمم۔۔۔۔

یہ بتا کل کا کیا پلین ہے؟ اوہ ہاں میں تو بھول ہی گیا تھا کہ یہ سالگرہ تو تیری الگ ہو گی نہ اب سے تو تو بھابھی کے ساتھ اپنا دِن منائے گا۔۔۔ مصطفٰی نے اُسے چیرتے ہوئے کہا اُسکے کہنے پر وہ ہلکا مسکرایا تھا کاش اُسے بھی فکر ہوتی میری سالگرہ کی یہی سوچتے وہ باہر جانے لگا جب کسی کی ہلکی جھلک پر وہ اُسکے بڑھتے قدم رُکے تھے اُسے لگا اُسنے شاید کچھ غلط دیکھ لیا ہو اپنی غلط فہمی ختم کرنے کے لئے اُسنے اپنی بائیں جانب دیکھا اور اُسکے قدموں کے ساتھ دل بھی رُک گیا تھا مصطفٰی جو آگے چل رہا تھا زاویار کے رکنے پر وہ اُسکے پاس آیا تھا اور اُسکے نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں صائم اور زوِش ایک ٹیبل پر بیٹھے کچھ باتوں میں مصروف تھے مصطفٰی نے اُن سے نظریں ہٹا کر زاویار کو دیکھا جسکی نیلی آنکھوں میں خالی پن تھا اور چہرے پر تاریکی

www.novelsclubb.com

زاویار نے غور سے نقاب میں چھپے زوِش کو دیکھا آج اُسکا دل کرچی کرچی ہوا تھا محبّت تو اُسے ملی ہی نہیں تھی آج اُسکا مان بھی ٹوٹ گیا تھا آنکھوں میں آئے ایک آنسو کو اُسنے آنکھوں کی باڑ توڑنے سے باز رکھا اور پھر بنا اُسکی طرف دیکھے ریسٹورینٹ سے باہر نکل گیا

ہم بولو کیا بات کرنی تھی تمھیں۔۔۔صائم نے زوِش کے چہرے کو بغور دیکھے پوچھا

مجھے آئندہ تمھاری کوئی کال یا میسیج نہ آئے آئندہ میری زندگی میں مداخلت کرنے کی کوشش نہ کرنا۔۔۔

کیوں؟؟

کیوں کہ میں اپنی زندگی میں بہت خوش ہوں سکون ہے بہت تو خدارا میرا سکون خراب نہ کرو۔۔۔۔

کیا یہ سب بولنے کے لیئے تمھیں زاویار نے کہا ہے؟؟

وہ باقی مردوں کی طرح اپنے حکم مسلط نہیں کرتا اور یہ سب میں خود کہہ رہی ہو کسی نے مجھے نہیں کہا۔۔۔

تُم مجھ سے ناراض ہو؟

ناراضگی اپنوں سے جتائی جاتی ہے مسٹر صائم اور میں تمھیں اس قابل نہیں سمجھتی کے میں تُم سے ناراض ہوں۔۔اُسکا لہجہ سرد تھا

تو تُم اتنے جلدی اپنی محبّت کو بھول گئی۔۔۔۔وہ اُسے اُسکی محبت یاد دلا کر بہلانا چاہ رہا تھا

محبت نہیں تھی غلطی تھی جو تُم سے ہوئی تھی اصل محبّت کا مطلب تو مجھے زاویار سے ملنے کے بعد پتا چلا ہے کہ کیسے کسی سے بنا کسی مطلب کے بے پناہ محبت کی جاتی ہے-----

تو تمھیں اُس سے محبت ہو گئی ہے---صائم نے حیرانگی سے پوچھا

محبّت تو بہت بعد کی بات ہے سب سے پہلے تو اُسنے پریشانی میں میرا ہاتھ تھاما تھا جب مجھے اپنوں نے ٹھکرا دیا تھا---زوِش نے اُس پر گہرا طنز کیا

زوِش اُسنے تمھیں قید کر رکھا ہے-----

مجھے اُسکی قید سے بھی محبّت ہے اُسکی قید میں بھی یقین، بھروسہ اور آزادی ہے --اُسکے ذکر پر صائم نقاب میں چھپی اُسکی آنکھوں کے ذریعے اُسکے چہرے پر آئی مسکراہٹ کا اندازہ لگا سکتا تھا

اینڈ مسٹر صائم شکریہ اُس دن میرا ہاتھ نہ تھامنے کے لیئے کیوں کے اگر تُم ہاتھ تھام لیتے تو مجھے کبھی اس بات کا احساس نہ ہوتا کہ محبت کتنا خوبصورت جذبہ ہے

اور ہاں آج کے بعد مجھے تمھاری طرف سے کوئی مداخلت نہ ملے کیوں کہ میں اپنی اور زاویار کی زندگی میں کسی قسم کا کوئی زہر نہیں چاہتی۔۔۔۔

تو تُم مجھ سے اس قدر نفرت کرتی ہو؟؟

نفرت کرنے سے ہماری خود کی انیرجی ضائع ہوتی ہے اسی لیئے میں نفرت نہیں کرتی سامنے والے کو مرا ہوا تسلیم کر لیتی ہو اور تُم بھی میرے لیئے وفات پا چکے ہو

۔۔۔صائم نے اُسے دیکھا اُسکی آنکھیں کسی بھی جذبے سے عاری تھیں تو کیا وہ اتنی پتھر دِل ہو چکی تھی ہاں وہ عورت تھی جو سب کچھ بھول سکتی ہے لیکن اپنی تذلیل نہیں، وہ اُس انسان کو تو بھول سکتی ہے جس نے اُسے محبّت دی ہو لیکن اسے نہیں جس نے اُسے عزت اور مان بخشا ہو وہ محبّت بھی بے پناہ کرتی ہے اور نفرت بھی

زوِش میں تُم سے بہت محبّت کرتا ہو مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے میں تمھیں بہت خوش رکھو گا۔۔

تکلیف کے بعد جتائی گئی محبت اور نظر انداز کرنے کے بعد دی گئی اہمیت کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔۔اُسکا انداز دو ٹوک تھا

کیا ہم دوست بن کر نہیں رہ سکتے ؟؟ایک آخری اُمید کے ساتھ اُسنے پوچھا

مجھے دوستوں کے نام پر اپنے اِرد گرد مطلبی لوگوں کی بھیڑ بنانا پسند نہیں میرا ماننا ہے حلقہ احباب مختصر ہو لیکن مخلص ہو اور ہاں مسٹر صائم یہ ہماری آخری ملاقات ہے اُمید ہے اسکے بعد آپ مجھے اپنی شکل کبھی نہیں دکھائیں گے اور نہ ہی کبھی کال کرنے کی کوشش کریں گیں۔۔۔۔۔خاصی سرد مہری سے اپنی بات مکمل کرتی وہ وہاں سے اٹھی تھی اپنا بیگ اٹھاتے بغیر اُسکی طرف دیکھے اپنے مضبوط قدم اٹھاتی ریسٹورینٹ سے باہر نکل چکی تھی آج وہ اپنے دل سے تمام بوجھ اتار کر ایک نئی زندگی کی شروعات کرنے جارہی تھی اُسکے دل میں کسی قسم کا کوئی پچتاوا نہیں تھا۔۔

اسی طرح ایک دِن آپ پیچھے پلٹ کر دیکھیں گے اور محسوس کریں گے کہ آپ بلکل غیر ضروری چیزوں کے لیئے پریشان رہے ہیں اور بہت سارے لوگ آپکی زندگی کا حصّہ تک نہیں ہیں جو کبھی آپکی محبّت کے دعوے دار تھے زندگی اپنے راستے خود بناتی ہے یہ بہت حساس ہے اور اپنے انتخاب میں بہت محتاط بھی ضروری نہیں آپکو ہر چیز کی حکمت فوراً سمجھ آجائے کچھ چیزیں اور کچھ لوگوں کی سچائی وقت کے ساتھ کُھلتی ہے اِس لیئے وقت کو وقت دیں اور تب تک خدا پر یقین رکھیں

ریسٹورینٹ سے باہر نکلتے وہ کیب میں بیٹھ گئی آج وہ بہت خوش اور پرسکون تھی وہ سکون سے چاند کی روشنی میں لپٹی سڑک پر آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی جب اُسکے فون بجنے لگا اُسنے بیگ سے موبائل نکال کر دیکھا جہاں زاویار کا نام جگمگا رہا تھا یہ اس وقت کیوں کال کر رہا تھا اُسنے سوچتے ہوئے کال اٹھائی۔۔۔

***

وہ سڑک پر ساکت نظریں جمائے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا بے وجہ مسلسل ایک سڑک سے دوسری سڑک پھر وہاں سے تیسری سڑک اُسنے کہاں جانا تھا وہ نہیں جانتا تھا اِس وقت اُسے سکون چاہیئے تھا ریسٹورینٹ کا سین اُسکے دماغ پر ہتھوڑوں کی طرح ضربیں لگا رہے تھے اُسکی ایک ایک نس میں تکلیف اُٹھ رہی تھی اچانک سامنے کا نظارہ اُسے دھندلا دکھائی دینے لگا پچھلی گاڑی کے زوردار ہارن پر وہ ہوش کی دُنیا میں لوٹا تھا اُسنے بریک لگاتے سڑک کے کنارے اپنی گاڑی روکی تھی اور خود گاڑی سے نیچے اتر کر پیدل چلنے لگا مصطفیٰ بھی اُسکے پیچھے گاڑی سے نیچے اترا تھا اور اُسکے ساتھ چلنے لگا بکھرے بال ماتھے پر گرے ہوئے تھے جو تیز ہوا کی وجہ سے بار بار اُڑ کر پلکوں تک آ رہے تھے وہ اپنی سوچ میں چلتا ہوا گاڑی سے کافی دور اچکا تھا اُسے نہیں اندازہ تھا کہ وہ کتنی دیر سے چل رہا ہے اور سچ بھی یہی ہے کہ کچھ راستوں اور قدم نہیں دل تھک جاتے ہیں۔۔

زاویار تمھیں ایک بار اُس سے بات کر لینی چاہئے تھی۔۔۔۔ مصطفیٰ نے اُسے سمجھانا چاہا

کیا بات کرتا تمھیں دکھا نہیں وہ اُسکے ساتھ وہاں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

ہمیشہ آنکھوں سے دیکھا سچ نہیں ہوتا ہو سکتا ہے جو آپ نے دیکھا ہو حقیقت اُسکے برعکس ہو۔۔۔۔

حقیقت کچھ بھی ہو میں اُسے کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا میر اواحد اثاثہ ہے یار وہ اُسے کسی اور کے ساتھ دیکھو گا تو مر جاؤ گا۔۔۔۔وہ چلتے چلتے وہیں رُک گیا تھا

تو تمھیں ایک بار اُس سے بات کر لینی چاہیئے تھی وہ تمھاری بیوی ہے تُم صائم کو اُس سے دور رہنے کا کہہ سکتے ہو تمھارے پاس پورا حق ہے۔۔۔۔۔

میں ہزاراُن مردوں سے لڑ سکتا ہوں جو اُسے چاہتے ہیں لیکن ایک اُس مرد سے نہیں لڑ سکتا جسے وہ چاہتی ہے۔۔۔ تمھیں پتا ہے آج اُسے اُسکے ساتھ دیکھا تو معلوم

ہوا کہ خدا شرک کیوں معاف نہیں کرتا۔۔۔وہ اس وقت کسی بکھرے انسان کی مانند لگ رہا تھا وہ ہر چیز برداشت کر سکتا تھا سوائے اُسکے ساتھ کسی اور کو۔۔۔

جب صائم کے متعلق اُس سے سوال نہیں کر سکتے تو اتنی اذیت کیوں دے رہے ہو خود کو۔۔۔۔

میرے حصے کا چاند کسی اور کے آنگن کو روشن کرے گا تو اذیت تو ہو گی نہ ۔۔۔ تمھیں پتا ہے میں ہمیشہ سوچتا تھا محبّت کیا ہوتی اب جانا کہ کسی کو اتنی شدّت سے چاہنا کہ وہ آپکا حصّہ بن جائے اور پھر ایک دن وہ آپکو مکمل توڑ دے۔۔میں اُسے کبھی نہیں بتا سکوں گا کہ میں اُس سے کس درجے کی محبّت کرتا ہوں۔۔۔۔

مصطفٰی نے آگے بڑھ کر اُسے گلے لگانا چاہا اُس سے پہلے زاویار نے اپنے جیب ٹٹولے اور پھر اپنی جیب سے موبائل نکالا موبائل نکالتے اُسنے زوِش کو کال کی۔۔۔

کیا کرنے جارہا ہے تو؟؟ اُسے زوِش کا نمبر ڈائل کرتا دیکھ مصطفٰی نے فکر مندی سے پوچھا اُسے ڈر تھا کہ اس وقت وہ کچھ غلط نہ کہہ دے کیوں کے اُسکی حالت ایسی ہی تھی

کال کی دوسری بیل جاتے ہی کال پک کرلی گئی تھی زاویار نے اپنے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر مصطفٰی کو خاموش کروادیا

ہیلو۔۔۔موبائل سے زوِش کی نرم آواز آئی تھی

کہاں ہو تم؟؟ زاویار کی اس قدر بھاری آواز پر پہلے تو زوِش پریشان ہو چکی تھی پھر قدرے سنبھل کر بولی

امی کے گھر ہوں۔۔کیوں؟؟۔۔۔اُسکے جھوٹ پر زاویار نے قرب سے آنکھیں بند کی تھیں ایک آنسو آنکھوں کی باڑ توڑتے شیو میں جذب ہوچکا تھا

جینے نہیں دیتا یہی احساس شب و روز

برسوں کی رفاقت کوئی لمحوں میں بھُلا دیگا

وہ شخص بھلا کیسے سکوں پائے کہ جس کی

صدیوں کی ریاضت کوئی مٹّی میں ملا دے

ایسے ہی، سوری۔۔ وہ اُس سے معافی مانگ رہا تھا اور اُسے معلوم نہ تھا کہ اُسکی غلطی کیا ہے اُسے بس اس بات کی فکر تھی کہ اُسے کھونا نہ پڑے۔۔۔ اُسکے یوں اچانک معافی مانگنے پر زوِش کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا وہ کچھ کہتی اس سے پہلے فون کٹ چُکا تھا اُسنے ایک نظر اپنے موبائل کو دیکھا اُسکا دل انجانے خیال کے تحت دھڑکا تھا لیکن آنے والے لمحے کے بارے میں سوچتے اُسکے چہرے پر مسکراہٹ نے رقص کیا تھا فون کاٹتے وہ تمسخر سے خود پر ہنسا تھا اُسے خود پر اپنی بے بسی پر ہنسی آرہی تھی اُسے ایک مان تھا کہ وہ اُسے سچ بتادیگی اور اُسنے جھوٹ بول کر وہ مان بھی توڑ دیا تھا

سارے خواب کانچ کی طرح بکھرے ملیں گے

محبّت کرنے والو کے چہرے اترے ملیں گے

سارا الزام وقت پر لگا دینا ٹھیک نہیں

غور سے دیکھو! سازش میں کچھ اپنے ملیں گے

مصطفٰی کے موبائل کی میسیج رنگ بجی تھی اُسنے موبائل کی اسکرین آن کی جہاں زوِش کا میسیج آیا ہوا تھا۔۔"بھائی زاویار آپکے ساتھ ہیں" مصطفٰی نے ایک نظر اُسکے چہرے کو دیکھا اور پھر "ہاں" میں جواب دیا اور پھر زاویار کو اپنے ساتھ لے کر واپس گاڑی کی طرف جانے لگا دوبارہ میسیج آنے پر اُسنے میسیج آن کیا اُسے پڑھنے کے بعد اُسنے "اوکے" کا جوابی ٹیکسٹ لکھ کر سینڈ کیا اور زاویار کو گاڑی میں بیٹھا کر خود ڈرائیو کرنے لگا

تھوڑی دیر بعد اُسنے گاڑی زاویار کے فلیٹ کے باہر روکی گاڑی رکنے پر اُسنے ونڈو سے باہر دیکھا اور پھر مصطفی کی طرف پلٹا

یہاں کیوں لایا ہے؟؟

ایسی حالت میں گھر جائیگا تو آنٹی پریشان ہو جائیں گی اسی لیئے آج رات فلیٹ میں رُک جا۔

رات کے بارہ بجنے والے ہیں امی سو چکی ہو نگی۔۔۔ہاتھ میں پہنی واچ کو دیکھتے اُسنے تھکن زدہ آنکھوں سے اُسے دیکھا

ہاں لیکن انکل تو جاگے ہوئے ہو سکتے ہیں نہ۔۔۔ابھی وہ کچھ کہتا کے مصطفی نے ہاتھ اٹھا کر اُسے خاموش کروا دیا اور پھر خود گاڑی سے نیچے اُتر گیا زاویار کو نہ چاہتے ہوئے بھی اُسکے پیچھے اُترنا پڑا۔۔۔وہ دونوں فلیٹ کے دروازے کے سامنے کھڑے تھے

میرے پاس چابی نہیں ہے میں گھر میں بھول گیا۔۔۔۔

میرے پاس ہے۔۔۔زاویار کے کہنے پر مصطفیٰ نے جینز کی جیب سے فلیٹ کی چابی نکالی تھی اور پھر فلیٹ کھولا تھا اس فلیٹ کی چابی اُن دونوں کے علاوہ بُراق کے پاس بھی ہوتی ہے اُن تینوں میں سے کوئی بھی کسی بھی وقت اس فلیٹ پر آسکتا تھا

تُم آرام کرو میں صبح تُم سے ملتا ہوں۔۔۔۔اُسے فلیٹ کے اندر جانے کا اشارہ کرتے وہ خود وہاں سے پلٹ چُکا تھا اور پھر اپنے موبائل پر کچھ ٹائپ کر کے کسی کو سینڈ کیا تھا۔۔ میسیج ریسیو ہوتے ہی مقابل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی

اپنے خالی دِل کے ساتھ وہ مردہ قدم اٹھاتا اپنے روم کی طرف آیا اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا تو ایک گہری خوشبو نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تھوڑے آگے آکر اُسنے لائٹ آن کی اور لائٹ کے ساتھ ساتھ اُسکی آنکھیں بھی حیرت سے کھل گئی تھیں

جہاں زمین پر گلاب کے پھولوں کے فرش بچھا ہوا تھا اور بیچ سے خالی فرش تھا جہاں چلنے کا راستہ بنا ہوا تھا کمرے کے وسط میں موجود گول میز پر سفید چادر بچھی ہوئی تھی جس پر چھوٹا تھا کیک رکھا ہوا تھا وہ آگے بڑھ کر کیک دیکھتا اس سے پہلے کسی نے

اُسکی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی جس پر مقابل نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی وہ گھوم کر اُسکے سامنے آئی اور اُسکے گردن میں اپنی باہیں حائل کیں

ہیپی برتھ ڈے۔۔۔اُسے اپنی کانوں کے پاس سریلی آواز سنائی دی اُسنے ہاتھ بڑھا کر اپنی آنکھوں سے پٹی اُتاری تھی اور سامنے والا منظر دیکھ کر وہ ساکن رہ گیا جہاں زوِش مہرون ویلوٹ کی ساڑھی زیب تن کیے ہلکا میک اپ کیئے ہوئے تھی لمبے بال اُسنے اپنی قمر پر کھلے چھوڑے تھے جو اُسکی قمر کو مکمل چھپا رہے تھے وہ اپنے اس روپ میں زاویار کا دل دھڑ کا چکی تھی وہ گہری نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا اُسے شاید اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا یا تو جو ابھی ہو رہا ہے وہ جھوٹ ہے یا جو کچھ وقت پہلے ہوا تھا وہ جھوٹ ہے وہ اپنی سوچو میں گم اُسکے چہرے پر نظریں گاڑھے ہوئے تھا جب زوِش کی آواز دوبارہ سنائی دی

www.novelsclubb.com

آؤ کیک کٹ کریں۔۔۔وہ اُسکا ہاتھ تھامتی اُس ٹیبل کے سامنے لے گئی اور پھر اُسکے ساتھ کیک کاٹا زاویار تو ابھی تک اپنے دماغ میں کئی سوچوں کے ساتھ لڑ رہا تھا زوِش اُسکی غائب دماغی نوٹ کر چُکی تھی تبھی کیک کو سائڈ پر رکھتے اُسکے مقابل آئی

کیا ہوا ہے۔۔۔۔اُسکے اس طرح نرمی سے پوچھنے پر زاویار نے گہرا سانس لیا تھا

یہ سب کس لیئے۔۔۔۔اِرد گرد دیکھتے اپنی وجہ چھپاتے اُس نے اُس سے سوال کیا وہ چاہتا تھا کہ وہ خود ریسٹورینٹ والی بات اُسے بتائے

یہ سب میرے شوہر کے لیئے، تمھیں لگا تھا میں تمھاری سالگرہ بھول جاؤ گی۔۔۔

محبت پاش نظروں سے وہ اُسے دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے اور زاویار کے پاس اُسکی کسی بات کا جواب موجود نہیں تھا

أنا أحبک (میں تُم سے محبّت کرتی ہو) زاویار نے یکدم اُسکا چہرہ دیکھا اُسے شاک لگا تھا وہ اس اچانک اظہار کے لیئے بلکل تیار نہ تھا اُسکے ہونٹوں پر بکھری مسکراہٹ

اُسے جیسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا ریسٹورینٹ، صائم وہ جیسے سب کچھ بھول چُکا تھا

پھر سے بولنا۔۔۔اُسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالو میں لیتے اُسنے حیرانگی سے فرمائش کی جس پر زوِش نے بمشکل اپنی ہنسی روکی تھی اُسکی آنکھوں میں اپنی محبّت کا خمار دیکھ کر زاویار کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے رقص کیا تھا جس سے اُسکے ڈمپل نمایاں ہوئے تھے زوِش نے بنا کسی جھجھک کے اُسکے ڈمپل پر اپنی مخملی ہونٹ رکھے اُسکے اتنے قریب آنے پر زاویار نے اُسے زور سے خود کے گلے لگایا تھا اُسکے گرد اپنے بازو کا حصار تنگ کرتے وہ آنکھیں بند کئے صرف اس احساس کو اس سکون کو اپنے اندر اُتار رہا تھا وہ اُسکے قریب تھی بے حد قریب کے وہ اُسکی دھڑکنیں بھی سن سکتا تھا کئی لمحے یوں ہی وہ اُسے خود سے لگائے کھڑا رہا

کیا۔۔۔اُسکی لودیتی نظریں خود پر پا کر وہ گھبراتے ہوئے بولی

کچھ نہیں۔۔۔وہ ہنسا

www.novelsclubb.com

پھر ایسے نہیں دیکھو۔۔۔۔

آج تُم سے نظریں ہٹانا تھوڑا مشکل لگ رہا ہے۔۔۔اُسکی آنچ دیتی نظروں سے مقابل کی ہتھیلی بھیگ گئیں وہ اُسے باہوں میں اٹھاتے بیڈ کی طرف لے گیا۔۔۔

بیڈ پر لیٹے وہ گہری نظروں سے اُسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا اُسے جیسے اس لمحے پر یقین نہیں آرہا تھا یہ اُسکی حیات کا حسین پہلو تھا

تمھیں اتنا خوبصورت بن کر نہیں آنا چاہیے تھا بندہ بشر ہوں کبھی بھی بہک سکتا ہوں۔۔۔۔اُسکی معنی خیز باتوں پر زوِش نے چھنپ کر اُسکے سینے میں چہرہ لیا جس پر کمرے کی خاموش فضا میں زاویار کا قہقہ گونجا تھا

جائے فرار بھی ہم جائے پناہ بھی ہم۔۔۔۔اُسکے چہرے کو اپنے سامنے کرتے وہ اُسکی آنکھوں کو عقیدت سے چومنے لگا اور پھر اُسکے چہرے کے ایک ایک نقوش پر محبّت سے اپنا لمس چھوڑنے لگا محبّت، نرمی، عزت، کیا کچھ نہ تھا اُس لمس میں وہ کسی

کانچ کی گڑیا کی طرح بہت نرمی سے اُسے چھو رہا تھا اور وہ موم کی طرح اُسکی قربت میں پگھلتی جارہی تھی

پھر کیسا ہوتا ہے محبوب کا لمس۔۔

عزرائیل جیسا!

روح فرسا، جان لیوا!

تو کیا لوگ موت مانگتے رہتے ہیں اور مرتے رہتے ہیں؟

ہاں یہی سمجھو۔۔

محبت میں لوگ صدقے واری جاتے ہیں

اور صدقے واری جانے کا مطلب تو تم سمجھتے ہو نہ۔

****

صبح کا وقت کمرے کی کھلی کھڑکی سے آتی سورج کی روشنی اور پرندوں کے چہچہانے کی آوازیں آج کی صبح میں ایک نئی تازگی تھی زوِش کی آنکھ کھلی تو خود کو ایک مضبوط حصار میں پایا اُسکے حصار میں ایک تحفظ تھا اُسنے اپنی ٹھوڑی اُسکے سینے پر رکھی اور یکا ٹک اُسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی ہاتھ بڑھا کر اُسکی بند آنکھوں پر رکھے اور پھر سرکتے ہوئے اُسکی شیو تک آئے۔۔۔

اپنے چہرے پر نرم لمس محسوس کرتے اُسنے ہلکی سی آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔دو خوبصورت آنکھوں کو خود کو تکتا پا کر اُسکے چہرے پر مسکراہٹ نے رقص کیا اُسنے گہرا سانس لیتے زوِش کے گرد حصار کو اور تنگ کر دیا اور پھر بڑی دلچسپی سے اُسکے چہرے پر اپنی قُربت کی لالی دیکھنے لگا

تُم نے میرے پاس آکر مجھے ایک نیا خمار دیا ہے یہ میری زندگی کی خوبصورت ترین صبح ہے، آنکھیں کُھلتے ہی تُم پاس ہو۔۔۔ محویت سے تکتا وہ زوِش کے بکھرے

بال، سرخیاں چھوڑتے گال اور آنکھوں کو دیکھنے لگا ہاتھ اُسکے بالوں سے سرکاتے ہوئے قمر پر لے جا کر رُکا۔۔۔۔۔

مجھے تُم سے کچھ اعتراف کرنا ہے۔۔۔۔۔ وہ اپنی نئی صبح کا آغاز سچ کی بنیاد پر کرنا چاہتی تھی اسی لیئے اجازت طلب نظروں سے اُسے دیکھنے لگی جس پر زاویار نے آنکھ کے اشارے سے اُسے بولنے کا کہا اور اپنا حصار اُسکے گرد ہنوز قائم رکھا

میں کل یہاں آنے سے پہلے صائم سے ملنے گئی تھی۔۔۔۔ چہرہ جھکائے اپنی بات کا اعتراف کرنے کے بعد وہ اُسکے جواب کا انتظار کرنے لگی لیکن مقابل کا کوئی جواب نہ پا کر اُسنے اسکو دیکھا جسکے چہرے پر غصّے کے کوئی آثار موجود نہ تھے۔۔۔

تُم کچھ بولو گے نہیں؟؟

ہمم۔۔۔ کیوں گئی تھی؟ بہت سادہ لہجے میں پوچھا گیا

کیوں کہ میں تمھارے ساتھ اپنی نئی زندگی شروعات کرنا چاہتی تھی اور اُس سے پہلے کچھ لوگوں کو اُنکی حدود دکھانا ضروری تھا تاکہ آئندہ وہ اُسے کراس نہ کر سکیں بس اسی لیئے وہاں گئی تھی۔۔۔۔۔اُسکے جواب پر زاویار کے اندر سرشاری کی لہر دوڑنے لگی تو اُسنے خود اپنے منہ سے اعتراف کیا تھا اُسنے اُسکا مان نہیں توڑا تھا ہاں وہ زوِش سلطان تھی وہ مان رکھنا جانتی تھی

اب تُم کیوں مسکرا رھے ہو؟؟اُسکی مسکراہٹ پر وہ چڑی تھی جو اتنی سیریس بات پتا چلنے پر بھی مسکرا رہا تھا

ایسے ہی۔۔۔۔

نہیں مسکراؤ۔۔۔۔

کیوں میرے مسکرانے سے تمھارا بل آتا ہے؟؟

ہاں آتا ہے۔۔۔اُسنے گردن اکڑا کر ترکی بترکی جواب دیا

اچھا۔۔۔آئیبرو اچکاتے اُسنے اچھا لفظ پر خاصا زور دیا اور پھر بنا زِوش کو موقع دیئے اچانک ہی کروٹ بدلی اور خود اُسکے اُوپر آگیا

کچھ بول رہی تھیں آپ۔۔۔۔چہرہ اُسکے قریب کرتا وہ اُسکی جان پر بن آیا تھا

نن۔۔نہیں۔۔۔اُسکی چمکتی آنکھوں اور پھر اُسکا شریر لہجہ وہ تذبذب کا شکار ہوئی تھی زاویار کی نظر اُسکے ہونٹوں کے اوپر تل پر پڑی اور اُسکے دل میں اِک ملال سا اُٹھا اپنے دِل کی مانتے اُسنے جُھک کر بہت نرمی سے اُسکے تل کو چھوا

تمھارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں اگر ان پانچ منٹ میں تُم یہاں سے بھاگ گئی تو تمھاری بخشش ہو جائیگی ورنہ۔۔۔۔ابھی اُسکی بات آدھی ہوئی تھی کے زِوش اُسکے حصار سے نکلتی بھاگ کر واشروم میں بند ہوئی تھی دروازہ بند کرتے اپنے پیچھے زاویار کے اونچے قہقہے پر اُسنے منہ کے زاویے بگاڑے تھے۔۔۔

******

دوپہر کا وقت تھا سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا ایسے میں وہ سادہ سی شلوار قمیض پہنے دوبٹہ گلے میں ڈالے بالو کو چُٹیا میں مفید کی ئے لاؤنج میں بیٹھی تھی لبالب پانی سے بھری آنکھیں اپنے ہاتھ میں پکڑے اپنے بریسلیٹ پر مرکوز تھیں یہ بریسلیٹ اُسے عزیز تھا جسکے ٹوٹنے پر وہ روئی تھی لیکن ابھی آنسو اُس بریسلیٹ کے ٹوٹنے پر نہیں بلکہ اُس انسان کی وجہ سے آرہے تھے جو اُس وقت اُسکے ساتھ تھا اور آج بہت دور ہے کہ چاہ کر بھی اُسے دیکھ نہیں سکتی۔۔۔۔

کیا واقعی زندگی ایسے موڑ پر لے آتی ہے کہ ہر وقت آس پاس رہنے والا انسان بھی اتنا دور ہو جاتا ہے، وقت اتنے جلدی کیوں بدل جاتا ہے، انسان اتنا بے بس کیوں ہو جاتا ہے۔۔۔۔ چہرہ آسمان کی طرف اُٹھا کر وہ سوچنے لگی آنسو آنکھوں سے نکل کر رخسار پر بہنے لگے وہ اپنی سوچوں میں گُم تھی جب اپنی دائیں جانب سے آئی آواز پر اُسنے پلٹ کر دیکھا جہاں حیدر کھڑا تھا وہ اپنی سوچو میں اتنی گُم تھی کہ اُسے حیدر کی آمد کا بھی پتا نہ چلا آنسو صاف کرتے وہ سیدھی ہوئی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا آپ رو رہی ہیں؟

رو نہیں رہی بس اپنے بریسلیٹ کو دیکھ کر دُکھی ہو گئی تھی۔۔۔۔صاف جھوٹ بولتے اُسنے اپنی ہتھیلی میں پکڑا بریسلیٹ سامنے کیا جسکو حیدر نے بغور دیکھا تھا

اچھا۔۔۔سمجھنے والے انداز میں کہتا وہ وہیں اُسکے ساتھ بیٹھنے لگا تھا اُسکے بیٹھتے ہی ماہنور جلدی سے کھڑی ہوئی تھی اُسکے یوں اچانک کھڑے ہونے پر حیدر نے تعجّب سے اُسے دیکھا

وہ ہمیں اندر چلنا چاہئے امی ابّو بھی اندر ہی ہیں۔۔۔۔اُسکے سوالیہ نظروں کو دیکھتے اُسنے سادہ سے لہجے میں استفسار کیا جس پر وہ بھی وہاں سے اٹھتے اندر کی طرف بڑھ گیا ماہنور نے گہرا سانس لیتے خود کو نارمل کیا اور پھر خود بھی اُسکے پیچھے ہی اندر گئی

۔۔۔

کچھ دیر سب کے پاس خاموشی سے بیٹھنے کے بعد وہ تنگ ہونے لگی تھی اُسے وہاں سے اٹھنا تھا۔۔۔اپنی پڑھائی کا بہانہ کرتی وہ وہاں سے اپنے روم میں آگئی روم میں آتے ہی وہ بیڈ پر گر گئی

مغرب کے وقت اُسکی آنکھ کھلی تھی مندھی آنکھیں کھولتے اُسنے پاس میں رکھے اپنے موبائل پر وقت دیکھا اور پھر اُٹھ کر بیٹھ گئی بیڈ پر گرتے ہی اُسکی کب آنکھ لگی اُسے معلوم نہ ہوا بیڈ سے اُترتے پاؤں میں چپّل اڑیستے وہ واشروم میں گئی فریش ہونے کے بعد وہ تھوڑا اچھا محسوس کر رہی تھی اُسکا ارادہ اب پڑھنے کا تھا اسی لیئے اپنی کتابیں اٹھاتے وہ بیڈ پر بیٹھ کر پڑھنے میں مصروف ہو گئی

www.novelsclubb.com

****

رات کے کسی پہر اُسکی آنکھ کھلی تھی وہ اچانک اُٹھ بیٹھا تھا اے سی والے روم میں بھی اُسکے ماتھے پر پسینے کی کچھ بوندیں تھی یہ اُس خواب کے ڈر سے تھیں جو اُسے روز آتا تھا وہ اکثر یوں ہی ڈر کر اُٹھ جاتا تھا وہ مضبوط تھا اتنا کہ پوری دنیا سے لڑ سکتا تھا

لیکن وہ کمزور اتنا تھا کہ ایک خواب سے ڈر جاتا تھا جس خواب میں ماہنور اُسے چھوڑ
کر چلی گئی ہو، وہ دُنیا کے مضبوط ترین مردوں میں سے ایک تھا لیکن اُسکے معاملے
میں کانچ سے بھی کمزور تھا وجہ صرف یہ تھی کے اُسے اس سے محبّت تھی اسی لیئے
وہ اکثر اس خواب سے ڈر کر اُٹھ بیٹھتا تھا اُسکا دل بے چین ہو رہا تھا اُسنے نظریں اُٹھا
کر وال کلاک کو دیکھا جو رات کے تین بجا رہی تھی اپنے مردہ قدم اٹھاتے وہ
واشروم کی طرف گیا وضو کرنے کے بعد وہ باہر آیا تھا ٹوپی پہنتے جائے نماز بچھاتے
اُسنے نفل پڑھنا شروع کی وہ اپنے دل کے سکون کے لیئے اپنی زندگی کو حاصل
کرنے کے لیئے خُدا کے آگے حاضر تھا اُسکی آنکھوں میں آنسو تھے سجدے میں
جاتے ہی کچھ آنسو آنکھوں سے نکلے تھے سلام پھرتے ہی اُسکے باقی کے آنسو بھی
بے اختیار تھے جنہیں صاف کرنے کی زحمت اُسنے بھی نہیں کی تھی کیوں کہ اس
وقت خدا اور اُسکے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا جسکی وہ پرواہ کرتا یا اپنے آنسو اُس سے
چھپاتا اُسنے دعا کے لیئے اپنے ہاتھ اٹھائے تھے اور پھر بھی دھیمی آواز میں بولا

یا اللہ میں میں رائیگاں جا رہا ہوں مجھے ضائع مت ہونے دینا میں تُجھ سے اپنی پاک محبّت مانگتا ہوں میں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی سے اتنی محبت کی ہے تو اُسے میری جھولی میں ڈال دے میں تیری ایک اُس عطا کے لیئے ساری عمر اپنی جھولی پھیلائے رکھوں گا تو اُسے میرا کر دے می۔۔ میں راضی ہوں تیرے ہر فیصلے سے لیکن میں کیا کروں میرا دِل ترستا ہے اُسے پانے کے لیئے، کوئی تُجھ سے پوری دنیا مانگتا ہے اور میں تُجھ سے تیری اس پوری دنیا میں بنائے گئی ایک مخلوق مانگ رہا ہوں تو اُسے میرے حصّے میں دے دے باقی پوری دنیا رکھ لے بس اُسے کسی اور کا نہ ہونے دینے وہ میرے وجود کو مکمل کرتی ایک شام کی طرح ہے تو جانتا ہے نہ میں کتنی محبت کرتا ہوں تو نے دیکھا ہے نہ مجھے اُسکے لیئے تڑپتے ہوئے۔۔۔۔ اُس سے کوئی پوچھتا دعاؤں میں کیسے رویا جاتا ہے تو وہ بتاتا کہ تکلیف جتنی گہری ہو دعاؤں کا خشوع و خضوع اتنا بڑھ جاتا ہے زِندگی اُسے اس موڑ پر لائی تھی جب اُسکے پاس خدا کے آگے رونے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ تھا وہ یوں ہی رات کے اِس پہر اُٹھ کر خدا کو

www.novelsclubb.com

اپنے دکھ سناتا تھا اگر الفاظ نہیں ملتے تھے تو آنسو بہا لیتا تھا اُسے بتاتا تھا کہ وہ اُسکے ایک "کن" کا منتظر ہے اور خُدا تو اتنا مہربان ہوتا ہے کہ وہ یہ نہیں دیکھتا ہے تُم کس غرض سے آئے ہو وہ بس یہ دیکھتا ہے کہ اُسکا بندہ اُسکے در پر کس اُمید اور بے بسی کی حالت میں بیٹھا ہے اُسے تمھارا آنا پسند ہے، تمھارا اُس سے مانگنا پسند ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تُم کتنی دیر تک یہاں بیٹھ سکتے ہو تو بس یقین کے ساتھ بیٹھے رہو کہ وہ خدا تمھیں تمھاری برداشت سے زیادہ نہیں آزمائے گا اور وقت آنے پر اتنا دیگا کہ تُم خوش ہو جاؤ گے۔۔۔ وہ ہمیشہ اسی یقین کے ساتھ خدا کے اگے بیٹھتا تھا اسکے سامنے آنسو بہانے اور دعا مانگنے سے اُسکا دل ہلکا ہو چکا تھا جائے نماز طے کر کے رکھتے اُسنے وقت دیکھا ابھی فجر کی نماز میں وقت تھا وہ کئی راتوں سے صحیح سے سو نہیں پایا تھا جسکی وجہ سے اُسکے سر میں اکثر درد رہتا ہے اسی لیئے وہ دوبارہ سے بیڈ پر آ کر نیم دراز ہو گیا

*****

سادہ شرٹ ٹراؤزر پہنے وہ پوری کتابیں بیڈ پر پھیلائے ایک کتاب پر جُھکی ہوئی تھی اُسکے پیپر چل رہے تھے اسی لیئے اُسکا پورا دھیان صرف اپنے پیپرز پر تھا دروازہ کھلنے کی آواز پر اُسنے چہرہ اُٹھا کر اوپر دیکھا جہاں ہاجرہ بیگم ہاتھ میں پارسل لیئے اندر آرہی تھیں۔۔

امی آپ۔۔۔۔ کتابیں سائڈ پر کرتی وہ اُن کے بیٹھنے کی جگہ بنانے لگی تھی

میں بیٹھنے نہیں آئی تُم آرام سے پڑھو وہ بس یہ پارسل آیا تھا تمھارے نام ابھی یہی دینے آئی ہوں اوپر۔۔۔۔۔۔ہاجرہ بیگم نے پارسل اُسکے سامنے کیا تھا

میرے نام لیکن میں نے تو کچھ منگوایا ہی نہیں۔۔۔۔یہی سوچتے ہوئے وہ پارسل کو دیکھنے لگی جو پورا گفٹ ریپر سے پیک ہوا تھا

چلیں ٹھیک ہے میں دیکھ لونگی۔۔۔۔۔اُسنے پارسل کو سائڈ پر رکھتے ہاجرہ بیگم کو جواب دیا

www.novelsclubb.com

تمھارے لیئے کچھ بھجواؤ کھانے کے لیئے؟ صبح سے کچھ نہیں کھایا تُم نے

نہیں امی مجھے بھوک نہیں لگی بس آپ چائے بھجوادیں۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ہاجرہ بیگم کے روم سے جاتے ہی وہ دوبارہ بیڈ پر اپنی کتابوں کے پاس آ بیٹھی کتابوں پر جھکنے سے پہلے اُسکی نظر دوبارہ پارسل پر گئی اُسے تجسس ہونے لگا تھا جسکو ختم کرنے کے لیئے اُسنے پارسل کو اُٹھا کر کھولنا شروع کیا وہ ایک چھوٹی سی مخمل کی ڈبّی تھی اُسے کھولتے اُسکی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں اور ساتھ میں چہرے پر خوشی بھی چھائی تھی وہ ایک بریسلیٹ تھا ٹھیک ویسا ہی بریسلٹ جیسا اُسکا ٹوٹا تھا بلکل اُسی رنگ اُسی ڈیزائین کا بریسلیٹ دیکھ کر اُسکے چہرے پر خوشیوں کی لہریں تھی لیکن یہ کچھ لمحے کی تھی کیوں کہ اسے نہیں پتا تھا یہ کس نے بھجوایا ہے انہیں سوچو کے ساتھ وہ ڈبّی کو اوپر نیچے سے دیکھ رہی تھی جب نظر پاس میں پڑے گفٹ پیپر پر گئی جس میں ایک کاغذ تھا اُسنے اُس کو کھولا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا

"یوں چھوٹی چھوٹی چیزوں کے ٹوٹ جانے پر آنسو نہیں بہائے جاتے یہ بہت قیمتی ہوتے ہیں"

"کہانی تمھاری اپنی ہے ہو سکے تو مکمل لکھنا کیوں کہ تمھارے ساتھ ایک اور انسان کی زندگی جُڑی ہے"

اِس دو سطروں پر مشتمل خط کو پڑھنے کے بعد اُسکے دل میں عجیب کشمکش نے جنم لیا تھا جس میں پہلی لائن بریسلیٹ سے متعلق تھی لیکن دوسری لائن کا مطلب وہ سمجھنے سے قاصر تھی

کس نے بھیجا ہو گا یہ۔۔۔ہاتھوں میں ڈبّی کو لیئے وہ سوچ رہی تھی۔۔۔ بُراق نے ؟ نہیں نہیں وہ تو یہاں ہے بھی نہیں اور اگر اُس نے دینا ہوتا تو پہلے دیتا، وہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ پھر حیدر ؟؟ اُسکے دماغ میں پہلے لاؤنج میں اپنے ساتھ بیٹھے بُراق کا منظر آیا تھا پھر دماغ کی دلیلوں کے بعد اپنے گھر کے لاؤنج میں کھڑے حیدر کا منظر آیا تھا

ہاں حیدر ہو سکتا ہے۔۔۔دماغ کی ایک اور دلیل پر وہ راضی ہوئی تھی۔ بریسلٹ کو ہاتھ میں پہننے کے بعد گفٹ پیپر اور ڈبیّ اُٹھا کر سائڈ ٹیبل پر رکھتے دوبارہ سے کتابوں پر جُھک گئی

****

جاری۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com